جلد ۱۳
هجرت ۱۳۵۱ ھش
مئی ۱۹۷۲ء
شمارہ ۵

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت آٹھ روپے
دیگر ممالک ایک پونڈ

فی پرچہ پچھتر پیسے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ہجرت ۱۳۵۱ ہش

ربیع الاول ۱۳۹۲ ھجری مئی ۱۹۷۲ء

ایڈیٹر
مسعود احمد دہلوی

فہرست مضامین

پبلشر ...... چوہدری محمد ابراہیم

مطبع .... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت ..... دفتر ماہنامہ انصاراللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جلد ۱۳ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ شمارہ ۵

ہجرت ۱۳۵۱ ہش

اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان وعدہ اور اس کا مرکزی نقطہ

خلیفہ خدا بناتا ہے اور خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی معزول نہیں کر سکتا

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان لانے اور اعمالِ صالحہ بجا لانے والوں کے لئے دونوں جہانوں میں بڑے بڑے انعاموں کا وعدہ کیا ہے اور ان سب انعاموں کا خلاصۃً ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ (الرحمٰن آیت ۴۷) یعنی جو شخص اپنے رب کی شان سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنتیں مقرر ہیں۔ یہاں دو جنتوں سے مراد یہ ہے کہ انہیں دنیوی جنت بھی ملے گی اور اُخروی جنت بھی۔ ان انعاموں میں سے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے عظیم الشان انعام کا وعدہ فرمایا ہے جو مومنوں کو اِس دنیا میں عطا کیا جاتا ہے۔ اس انعام کی صحیح قدر کرنے کے نتیجہ میں مومنوں کو اِس دنیا میں ہی جنت عطا نہیں کی جاتی بلکہ اُخروی جنت بھی اُن کے لئے مقدر کر دی جاتی ہے۔ برخلاف اِس کے اُس عظیم الشان انعام کی قدر نہ کرنے کے نتیجہ میں مومن ہر دو جنتوں سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِس عظیم الشان انعام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (النور آیت ۵۶)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا (لیکن یہ خلیفہ بنانا اسی طرح ہوگا) جس طرح پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا (پھر خلیفہ بنانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) جو دین اللہ نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ (اس خلیفہ کے ذریعہ) اسے ان کے لئے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد اسے امن کی حالت میں بدل دے گا (اللہ تعالیٰ اس انعام کے مستحق لوگوں کی دو بنیادی صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ) وہ میری عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہیں بنائیں گے (نیز اللہ تعالیٰ اس انعام کی ناقدری کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے) اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ فاسقوں یعنی نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں ایمان لانے اور اس کے مناسبِ حال اعمال بجا لانے والوں سے ایک عظیم الشان وعدہ کیا ہے، اس انعام کی عظیم الشان برکات پر روشنی ڈالی ہے، اس انعام کی قدر کرنے والوں کی دو بنیادی صفات بیان فرمائی ہیں اور آخر میں اس کی قدر نہ کرنے والوں کے انجام کا ذکر فرما کر اس سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اس انعام کے تعلق میں تین باتوں کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اوّل یہ کہ وہ عظیم الشان انعام کیا ہے؟ دوم یہ کہ اس انعام کی صحیح قدر کا کیا طریق ہے؟ سوم یہ کہ اس انعام کی ناقدری سے کیا مراد ہے؟ اگر غور کیا جائے تو ان تینوں باتوں کا جواب خود اس آیۂ کریمہ میں موجود ہے۔ سطورِ ذیل میں ہم ان تینوں امور پر کسی قدر وضاحت سے روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔ وَمَا تَوْفِيقُنَا إِلَّا بِاللّٰهِ

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حقیقی مومنوں اور ایمانِ حقیقی کے مناسبِ حال اعمال بجا لانے والوں سے جس عظیم الشان انعام کا وعدہ فرمایا ہے وہ خود اس کے اپنے الفاظ میں یہ ہے کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے اسی طرح خلیفے بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں میں سے خلیفے بنائے تھے۔ اس وعدہ کی رُو سے خلافت کا آسمانی نظام ایک عظیم الشان انعام خداوندی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس انعام کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنانے کے فعل کو خود اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ایمان لانے اور اعمالِ صالحہ بجا لانے والے خود اپنے میں سے کسی کو خلیفہ

بنائیں گے بلکہ صاف اور واضح الفاظ میں بیان یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ خود ان میں سے خلیفے بنائے گا لیکن بنائے گا اسی طرح جس طرح پہلی امتوں میں اس نے خلیفے بنائے تھے۔ یعنی پہلی امتوں کی طرح بظاہر وہ اپنے میں سے کسی کو بطور خلیفہ منتخب کریں گے۔ لیکن وہ انتخاب فی الاصل ان کا نہیں بلکہ اللہ کا اپنا انتخاب ہوگا، وہ تو اپنے ایمان اور اعمالِ صالحہ کی بناء پر بڑنگِ انعام اللہ تعالےٰ کے اپنے انتخاب کے نفاذ کا ایک ظاہری واسطہ ہوں گے۔

یہ بتانے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ حقیقی مومنوں اور ایمانِ حقیقی کے مناسبِ حال اعمال بجالانے والوں میں سے خلیفے خود بنائے گا اور ایسے مومنوں کا انتخاب فی الاصل خدا تعالےٰ کا اپنا انتخاب ہوگا، دلیل اس کی یہ دی ہے کہ وہ اپنے ان خلفاء کو اپنی تائید و نصرت سے نواز کر اور انہیں انتہائی مخالف حالات میں بھی غیر معمولی اور محیر العقول کامیابیوں سے نواز کر ثابت کردکھائے گا کہ اس نے خود انہیں اس مقام رفیع پر کھڑا کیا ہے اور وہ خود اس کے اپنے مقرر کردہ ہیں چنانچہ فرمایا:۔

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے مقرر کردہ ان خلفاء کے ذریعہ (انہیں اپنی تائید و نصرت سے نواز کر) اپنے پسندیدہ دین کو مضبوطی سے قائم کردے گا اور جب بھی مومنوں پر کوئی خوف کی حالت آئے گی (اس سے ظاہر ہے کہ خوف کی حالت بار بار رونما ہوگی) اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور تائید و نصرت کے نتیجہ میں اسے امن کی حالت میں بدل دیگا (سو گویا ان خلفاء کے ذریعہ دین کو حاصل ہونے والی تمکنت اور خوف کی حالت کا بار بار امن کی حالت میں بدلتے چلے جانا اس امر کا ایک بیّن ثبوت ہوگا کہ وہ فی الاصل خدا کے اپنے مقرر کردہ ہیں)

اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے کہ خلفاء کے ذریعہ رونما ہونے والے تائید و نصرت کے نشانوں کو دیکھ کر حقیقی مومن خلافت کی شکل میں عطا کئے جانے والے عظیم الشان انعام پر شکر گزاری کے طور پر اور زیادہ تعہد اور عزم و ہمت کے ساتھ اپنے رب کی عبادت بجالائیں گے اور اس امر کا خاص اہتمام کریں گے کہ وہ کسی لحاظ سے بھی شرک کے مرتکب نہ ہونے پائیں۔ اسی لئے فرمایا:۔

يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ط

یعنی وہ صرف میرے ہی عبادت گزار بنے رہیں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔

شکر گزاری کے طور پر خدا تعالےٰ ہی کے عبادت گزار بنے رہنے اور شرک نہ کرنے کا ذکر اس لئے فرمایا کہ خدا تعالےٰ خلفاء کو خود مقرر کرکے مومنوں کو خلافت کے آسمانی نظام کا عظیم الشان انعام عطا فرماتا ہے

جس سے صاف عیاں ہے کہ خلیفہ بنانا خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے۔ انعام یافتہ مومنین اس پر دل سے ایمان رکھتے ہیں کہ یہ انعام اسی نے ہمیں خود عطا فرمایا ہے۔ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے دل میں اس خیال کو آنے نہیں دیتے کہ خلیفہ کو انہوں نے خود منتخب کیا ہے بلکہ وہ دل سے اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ خلیفہ بنانا خدا تعالیٰ کا کام ہے اس لئے وہ خدائی فعل کو اپنی طرف منسوب کرکے شرک کے مرتکب نہیں ہوتے بلکہ اس انعام کے عطا ہونے پر حقیقی معنوں میں اس کے عبادت گزار بنے رہتے ہیں اور اس طرح انعام عطا ہونے پر شکر گزاری کا حق ادا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔

اسی لئے آیت استخلاف کے اگلے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا ہے کہ تائید و نصرتِ الٰہی کے اُن نشانوں کو دیکھنے کے باوجود جو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلفاء کے ہاتھ پر ظاہر ہونگے اور دین کی اس تمکنت کو دیکھنے کے باوجود جو خلفاء کے ذریعہ رونما ہوگی اور یہ دیکھنے کے باوجود کہ خدا تعالیٰ خلفاء کے ذریعہ خوف کی حالت کو امن کی حالت میں بدلتا چلا آرہا ہے جو لوگ کفر یعنی انکار کی راہ اختیار کریں گے ان کا شمار باغیوں اور نافرمانوں میں ہوگا جیسا کہ فرمایا:-

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

آیت کے سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ یہاں "انکار کرنے" سے مراد اس امر سے انکار ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ جو لوگ اس امر سے انکار کریں گے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور اس گمان میں مبتلا ہونگے کہ انہوں نے خود اسے خلیفہ منتخب کیا ہے اور اس طرح خلیفہ بنانے کے خدائی فعل کو اپنی طرف منسوب کرکے شرک کے مرتکب ہونگے تو یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہوگا کہ ایسے لوگ مومن نہیں بلکہ فاسق ہیں اور دعویٰ ایمان کے باوجود جو لوگ فسق کی راہ اختیار کریں وہ یقیناً منافق ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود یہ فرما کر کہ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (التوبۃ آیت ۶۷) اس امر کا فیصلہ فرما دیا ہے۔

اس لحاظ سے آیتِ استخلاف پر یکجائی نظر ڈالی جائے تو یہ امر عیاں ہوئے بغیر نہیں رہتا کہ خود اس آیت اور اس میں بیان کردہ عظیم الشان انعام کا مرکزی نقطہ یہی ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ یہ انسانوں کا کام نہیں کہ وہ کسی کو خلیفہ بنائیں، یہ کام ہے ہی خدا تعالیٰ کا اپنا کام۔ اگر كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کی رُو سے اس نے مومنوں کو انتخاب کا موقعہ دیا ہے تو صرف انعام اور اعزاز کے رنگ میں دیا ہے ورنہ خلیفہ وہ خود بناتا ہے اور اس کے تصرفِ خاص کے ماتحت مومن اسی کو منتخب کرتے ہیں جس کے حق میں آسمانی فیصلہ صادر ہو چکا ہوتا ہے۔

آیتِ استخلاف اور اس میں بیان کردہ عظیم الشان خدائی انعام کا مرکزی نقطہ واضح ہو جانے کے بعد یہ امر از خود واضح ہو جاتا ہے کہ اس انعام کی صحیح قدر کرتے ہوئے اس کا مورد بنے رہنے کا طریق کیا ہے اور اس کی ناقدری سے کیا مراد ہے اور اس ناقدری کا انجام کیا ہے۔ اس کی صحیح قدر یہ ہے کہ انعام یافتہ مومن اس اصل پر مضبوطی سے قائم رہیں کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ وہ خلیفہ بنانے کے خدائی فعل کو ہرگز ہرگز بھی اپنی طرف منسوب کر کے شرک کے مرتکب نہ ہوں بلکہ یہ عظیم الشان انعام عطا ہونے پر شکرگزاری کے رنگ میں حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے بنے رہیں۔ برخلاف اس کے اگر وہ اس امر کا انکار کر کے کہ خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے اس خدائی فعل کو اپنی طرف منسوب کر کے شرک کے مرتکب ہوں گے تو پھر فسق میں مبتلا ہونے کے باعث ان کا شمار خدا تعالیٰ کے باغیوں اور نافرمانوں میں ہوگا باغی اور نافرمان ہرگز بھی کسی انعام کے مستحق نہیں رہتے بلکہ ان کا انجام وہی ہوگا جو قرآن مجید کی رُو سے فاسقوں کا ہوا کرتا ہے۔ یا اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ کی رُو سے منافقوں کا ہوگا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فاسقوں کے انجام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَاَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰھُمُ النَّارُ ؕ کُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ
یَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَقِیْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ
النَّارِ الَّذِیْ کُنْتُمْ بِهٖ تُکَذِّبُوْنَ ۝ وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ
الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝ (السجدہ آیات ۲۱، ۲۲)

اور جو لوگ اطاعت سے نکل گئے ہیں (یعنی جنہوں نے فسق کی راہ اختیار کی ہے) ان کو رہنے کے لئے دوزخ ملے گی۔ وہ جب کبھی اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے اُسی کی طرف واپس کر دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ اب دوزخ کا وہ عذاب چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اور اُس آنے والے بڑے عذاب سے پہلے (اِس دنیا کا) چھوٹا عذاب بھی انہیں چکھایا جائے گا۔ تاکہ وہ لوٹیں (یعنی توبہ کریں اور اخروی عذاب سے بچ جائیں)

اسی طرح اللہ تعالیٰ منافقوں کے انجام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ
نَصِیْرًا ۝ (النساء آیت ۱۴۶)

یعنی منافق یقیناً جہنم کی گہرائی کے سب سے نچلے حصہ میں ہوں گے اور تُو ہرگز کسی کو ان کا مددگار نہ پائے گا

خلافت کے عظیم الشان خدائی انعام اور اُس کے اس مرکزی نقطہ کے پیشِ نظر کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے اور خدا کے بنائے ہوئے کو کوئی معزول نہیں کر سکتا۔ ہمارے لئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان انعام سے سرفراز فرمایا ہے ازبس ضروری ہے کہ ہم اس مرکزی نقطہ کو کسی آن بھی اپنے ذہنوں سے فراموش نہ ہونے دیں۔ اور اس عظیم الشان انعام کی دل سے قدر کرتے ہوئے خلیفہ بنانے کے خدائی فعل کو انسانوں کی طرف منسوب کر کے ہرگز ہرگز شرک کے مرتکب نہ ہوں اور اس امر کا جائزہ لیتے رہیں کہ کہیں ہمارا عمل ایسا تو نہیں ہے کہ عند اللہ ہم فاسقوں میں شمار کئے جانے کے قابل ٹھہریں العیاذ باللہ

آیتِ استخلاف کے اِس مرکزی نقطہ کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے کی بنیادی اہمیت کے پیشِ نظر اس شمارہ میں ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسے ارشادات جن میں آیتِ استخلاف کے اس مرکزی نقطہ کو بالوضاحت بیان کیا گیا ہے اعادہ اور یاد دہانی کے رنگ میں ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں تاکہ اس کی بنیادی اہمیت احباب پر ایک دفعہ پھر واضح ہو سکے۔ اور نئی نسلوں کے نوجوان اور نئے احمدی احباب بھی اس سے اچھی طرح آگاہ ہو سکیں اور اسی طرح خلافت کے آسمانی نظام کی شکل میں عطا ہونے والے عظیم الشان خدائی انعام کی صحیح معنوں میں قدر کرتے اور کرتے چلے جانے کی انہیں توفیق ملتی چلی جائے۔

صدق و وفا کا نمونہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکھلایا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی ۔۔۔۔ یہی صدق اور وفا تھی جس نے ان کو آخر کار بامُراد کیا۔ اسی طرح میں اب دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری جماعت کو بھی اس کی قدر اور مرتبہ کے موافق اطاعت کا ایک خاص جوش بخشا ہے اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھاتے ہیں۔" (الحکم ۳۱ جولائی ۱۹۰۴ء)

(ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

رسولوں کے وجود تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں

ان کے وجود کو ظلّی طور پر تا قیامت قائم رکھنے کے لئے خدا نے خلافت کو تجویز کیا

خدا تعالیٰ تمہارے لئے بھی دوسری قدرت کو بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پُر معارف تحریرات میں خلافت کی عظمت و اہمیت اور اس کی عظیم الشان برکات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اس ضمن میں حضور علیہ السلام کے بعض بیش قیمت ارشادات ذیل میں ہدیۂ قارئین ہیں:۔

رسولوں کے وجود کو ظلّی طور پر قائم رکھنے کا آسمانی نظام

"چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔" (شہادۃ القرآن صفحہ ۵۸)

طوفانِ حوادث سے حفاظت کا ذریعہ

"جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک

بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔"

(الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

جماعت احمدیہ میں خلافت کے آسمانی نظام کے قیام کی بشارت

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت

ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے وقت ہوا جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانوں کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا ..... سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا کہ مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔" (الوصیت)

صحابہؓ کے نمونے کو سامنے رکھو!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔" (الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۱ء)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حَفَدُوْا اِلَيْهِ بِشِدَّةٍ وَّ رُخَاءٍ

(وہ سب دُکھ سُکھ میں آپؐ ہی کی طرف جھکے رہتے تھے۔)

وَاهًا لِاَصْحَابِ النَّبِيِّ وَجُنْدِهٖ ۔ حَفَدُوْا اِلَيْهِ بِشِدَّةٍ وَّ رُخَاءٍ

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اور آپؐ کے لشکر پر صد آفرین۔ کہ وہ سب دُکھ سُکھ میں آپؐ ہی کی طرف جھکے رہتے تھے

غَمِسُوْا بِبَرَكَاتِ النَّبِيِّ وَفَيْضِهٖ ۔ فِي النُّوْرِ بَعْدَ تَمَزُّقِ الْاَهْوَاءِ

وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی برکتوں اور فیض سے خواہشات کو فنا کرکے نورِ ہی نور میں غرق ہو چکے تھے۔

قَامُوْا بِاَقْدَامِ الرَّسُوْلِ بِغَزْوِهٖ ۔ حَضَرُوْا اجْتِنَابَ اِمَامِنَا لِفِدَاءٍ

رسولِ اکرمؐ کے حملہ کے ساتھ میدان میں ڈٹ گئے اور ہمارے امام کے حضور میں قربان ہونے کے لئے حاضر ہو گئے۔

فَدَمُ الرِّجَالِ لِصِدْقِهِمْ فِيْ حُبِّهِمْ ۔ تَحْتَ السُّيُوْفِ اُرِيْقَ كَالْاَطْلَاءِ

مَردوں کا خون ان کے محبت میں صادق ہونے کی وجہ سے تلواروں کے نیچے بھیڑ بکریوں کے بچوں کی طرح بہایا گیا۔

بَلَغَ الْقُلُوْبُ اِلَى الْحَنَاجِرِ كُرْبَةً ۔ نَتَخَيَّرُوْا لِلّٰهِ كُلَّ عَنَاءٍ

(جنگوں کی) مصیبتوں کی وجہ سے دل حلق تک پہنچ گئے لیکن ان فدائیوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر تمام تکلیفیں خوشی سے برداشت کیں۔

تَبِلُوْا لِلدِّيْنِ اللّٰهِ كُلَّ مُصِيْبَةٍ ۔ حَتّٰى رَضُوْا بِمَصَائِبِ الْاِجْلَاءِ

انہوں نے تمام مصیبتیں دین کی راہ میں قبول کیں یہاں تک کہ جلاوطنی کے مصائب کو خوشی سے برداشت کی۔

فِيْ وَقْتِ ظُلُمٰتِ الْمَفَاسِدِ نُوِّرُوْا ۔ وَجَدُوا السَّنَا فِي اللَّيْلَةِ اللَّيْلَاءِ

مفاسد کی تاریکی کے وقت یہ لوگ منور کئے گئے۔ انہوں نے انتہائی تاریک رات میں نُور کو پالیا۔

(مِنَنُ الرَّحمٰن)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہم ملائک زصدقِ شاں حیراں

(فرشتے بھی ان کی وفاداری پر حیران ہیں۔)

آں سعیداں لقائے او دیدند — کہ بلاہا برائے او دیدند

اُن خوش قسمتوں نے اس کے لقا کا درجہ حاصل کیا جنہوں نے اس کی راہ میں مصیبتیں اٹھائیں!

آبرو ریختہ پئے آں شاہ — دل زکف و از سر او فتادہ کلاہ

اس بادشاہ کے لئے انہوں نے اپنی عزت برباد کر دی دل ہاتھ سے گیا اور ٹوپی سر پر سے اتری۔

گر نیابند سوئے یار گذر — از غمش جاں کنند زیروزبر

اگر وہ یار کی طرف رستہ نہیں پاتے تو اس کے غم میں اپنی جان زیروزبر کر دیتے ہیں۔

کردہ بنیادِ خود ہمہ ویراں — ہم ملائک زصدقِ شاں حیراں

انہوں نے اپنی سب بنیاد برباد کر دی یہاں تک کہ فرشتے بھی ان کی وفاداری پر حیران ہیں۔

ہمچو دیوانہ یک جہاں خیزد — تا بیک لحظہ خونِ او ریزد

ایک جہان دیوانوں کی طرح اٹھ کھڑا ہوتا ہے تا کہ فوراً ان کا خون بہا دے۔

لیکن آں یار خود فرود آید — تا عدو را دو دست بنماید

لیکن وہ یار خود نازل ہوتا ہے۔ تا کہ دشمنوں کو دو دو ہاتھ دکھا دے۔

ہمچنیں صادقاں نشاں دارند — قدسیاں بہرِ شاں بہ پیکارند

صادقوں کے یہی نشانات ہوتے ہیں ان کی خاطر فرشتے لڑائی کرتے ہیں۔

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کسی قسم کا خلیفہ ہو اس کا بنانا جناب الٰہی کا کام ہے

مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے

خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو دنیا کی کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی

قرآن مجید کی آیات، احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی رو سے ہر سچا احمدی اس ایمان پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت ہمیشہ خلافت کو حاصل ہوتی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا یہ ایک بڑا کارنامہ ہے کہ آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں امر خلافت کی عظمت و اہمیت کو واضح فرمایا اور اسے جماعت احمدیہ میں مستحکم کر دیا۔ اس ضمن میں حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعض ارشادات ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں۔

کسی قسم کا خلیفہ ہو اس کا بنانا جناب الٰہی کا کام ہے

"کسی قسم کا خلیفہ ہو اس کا بنانا جناب الٰہی کا کام ہے، آدمؑ کو بنایا تو اس نے، داؤدؑ کو بنایا تو اس نے، ہم سب کو بنایا تو اس نے۔ پھر حضرت نبی کریمؐ کے جانشینوں کو ارشاد ہوتا ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

خداتعالیٰ ان کو تمکنت عطا کرتا ہے۔ جب کسی قسم کی بدامنی پھیلے تو اللہ ان کے لئے امن کی راہیں نکال دیتا ہے۔ جو ان کا منکر ہو اس کی پہچان یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ دینی کاموں سے رہ جاتا ہے۔

جنابِ الٰہی نے ملائکہ کو فرمایا کہ میں خلیفہ بناؤں گا کیونکہ وہ مقربین کو کسی آئندہ معاملہ کی نسبت جب چاہے اطلاع دیتا ہے۔ ان کو اعتراض سوجھا جو ادب سے پیش کیا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے مجھے کہا۔ حضرت صاحب نے دعویٰ تو کیا ہے مگر بڑے بڑے علماء اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ میں نے کہا وہ خواہ کتنے بڑے ہیں مگر فرشتوں سے بڑھ کر تو نہیں۔ اعتراض تو انہوں نے بھی کر دیا اور کہا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ کیا تو اسے خلیفہ بناتا ہے جو بڑا فساد ڈالے اور خونریزی کرے۔ یہ اعتراض ہے مگر ہوئے ہم تجھے پاک ذات سمجھتے ہیں۔ تیری حمد کرتے ہیں۔ تیری تقدیس کرتے ہیں۔ خدا کا انتخاب صحیح تھا مگر خدا کے انتخاب کو ان کی عقلیں کب پا سکتی تھیں۔" (الفضل ۷، ستمبر ۱۹۱۳ء ص۱)

مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے

"جس کو خدا تعالیٰ نے چاہا خلیفہ بنا دیا اور تمہاری گردنیں اس کے سامنے جھکا دیں۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر اعتراض کرو تو سخت حماقت ہے۔

میں نے تمہیں بارہا کہد ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدمؑ کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے۔ فرمایا اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً۔ اس خلافتِ آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مُفْسِدُ فِي الْاَرْضِ اور مسفک الدم ہے۔ مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا۔ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدمؑ کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہہ دوں گا کہ آدمؑ کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے اور اگر وہ اِبٰی اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدمؑ کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے۔ تو سعادت مند فطرت اسے اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ کی طرف لے آئے گی اگر ابلیس ہے تو اس دربار سے نکل جائے گا۔ پھر دوسرا خلیفہ داؤدؑ تھا۔ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ۔ داؤدؑ کو بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا۔ ان کی مخالفت کرنے والوں نے تو یہاں تک ایجی ٹیشن کی کہ وہ ایجی ٹیٹر لوگ آپ کے قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور کود پڑے مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا کون تھا جو اس کی مخالفت کر کے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما

کو خلیفہ بنایا . . . . کیا تم نہیں دیکھتے کروڑوں انسان ہیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما پر درود پڑھتے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے۔" (بدر ۴ جنوری ۱۹۱۲ء)

خلافت کے اس کرتہ کو اب میں ہرگز نہیں اتار سکتا

"حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں، جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کردیا اور ادھر چودہ اشخاص کو فرمایا کہ تم بہ ہئیتِ مجموعی خلیفۃ المسیح ہو تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرادی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو اور اس طرح تمہیں اکٹھا کردیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہوگیا۔ اب جو اجماع کا خلاف کرنے والا ہے وہ خدا کا مخالف ہے، چنانچہ فرماتا ہے:-

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا

میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور ان کی کثرت رائے سے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔ اب دیکھو کہ ان ہی متقیوں نے (جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کے لئے منتخب فرمایا) اپنی تقوے کی رائے سے اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ اور امیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزارہا ہزار لوگوں کو اسی کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے تو کیا خدا تعالیٰ ساری قوم کا بیڑا غرق کردیگا ہرگز نہیں۔ پس تم کان کھول کر سنو۔ اگر اب اس معاہدہ کے خلاف کروگے تو اعقبھم نفاقاً فی قلوبھم کے مصداق بنو گے۔ میں نے تمہیں یہ کیوں سنایا اس لئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں جو بار بار گمزوریاں دکھاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔

خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے۔ میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہوجاؤ تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا۔ خدا کے مامور کا وعدہ ہے اور اس کا مشاہدہ ہے کہ وہ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اس کے عجائباتِ قدرت بہت عجیب ہیں۔ اور اس کی نظر بہت وسیع ہے تم معاہدہ کا حق پورا کرو۔ پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو۔ اور کیسے کامیاب ہوتے ہو۔"

(اخبار بدر ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۱ کالم ۱)

خدا نے جسے حقدار سمجھا اسے اپنے ہاتھ سے خلیفہ بنا دیا

"سنو میرے دل میں کبھی یہ غرض نہ تھی کہ میں خلیفہ بنتا۔ میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا تب بھی میرا یہی لباس تھا۔ میں امراء کے پاس گیا اور معزز حیثیت میں گیا مگر تب بھی یہی لباس تھا۔ مرید ہو کر بھی اسی حالت میں رہا مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو کچھ کیا خدا تعالےٰ نے کیا۔ میرے وہم و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی مگر اللہ تعالےٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا مجھے تمہارا امام و خلیفہ بنا دیا اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے ان کو بھی میرے سامنے جھکا دیا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو۔ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔

میں کسی کا خوشامدی نہیں مجھے کسی کے سلام کی بھی ضرورت نہیں۔ اور نہ میں تمہاری نذر اور پرورش کا محتاج ہوں اور خدا تعالےٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا وہم بھی میرے دل میں گزرے — اللہ تعالےٰ نے مخفی در مخفی خزانہ مجھے دیا کوئی انسان اور بندہ اس سے واقف نہیں۔ میری بیوی۔ میرے بچے تم میں سے کسی کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ ان کا کفیل ہے۔ تم کسی کی کیا کفالت کرو گے۔ وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ۔

جو سنتا ہے وہ سن لے اور خوب سن لے، اور جو نہیں سنتا اس کو سننے والے پہنچا دیں کہ۔۔۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو، ابلیس نہ بنو۔" (بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

خدا جس کو چاہتا ہے خلیفہ بناتا ہے

"وہ، جو کہتا ہے کہ فلاں شخص کو میں نے خلیفہ مقرر کر دیا ہے غلط ہے۔ مجھے کیا علم ہے کہ کون خلیفہ ہوگا۔ مجھے کیا علم ہے کہ دو دن کے بعد کون خلیفہ ہوگا اور کیا ہوگا۔ کون خلیفہ بنے گا۔ یا مجھ سے بہتر خلیفہ ہوگا۔ میں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔ میں کسی کو خلیفہ نہیں بناتا میرا یہ کام نہیں۔ خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے جس کو چاہتا ہے وہ خلیفہ بناتا ہے۔" (الحکم ۲۸ فروری ۱۹۱۴ء صفحہ)

خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو دنیا کی کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی

"مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالح سے بنایا ہے۔ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ

کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی ..... خدا تعالےٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دے دے گا۔ تم اس معاملہ کو خدا کے حوالے کرو۔ تم معزولی کی طاقت نہیں رکھتے ..... جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا" (الحکم ۲۱ جنوری ۱۹۱۴ء)

خلیفہ پر اعتراض فی الاصل خدائی فعل پر اعتراض ہے۔

" یہ رفض کا شبہ ہے جو خلافت کی بحث تم چھیڑتے ہو۔ یہ تو خدا سے شکوہ کرنا چاہیئے کہ بھیرہ کا رہنے والا خلیفہ ہوگیا۔ کوئی کہتا ہے خلیفہ کرتا ہی کیا ہے؟ لڑکوں کو پڑھاتا ہے ..... کوئی کہتا ہے کتابوں کا عشق ہے اسی میں مبتلا رہتا ہے۔ ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو۔ مجھ پر نہیں خدا پر لگیں گی جس نے مجھے خلیفہ بنایا" (اخبار بدر ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء صـ۳ کالم ۳)

کسی میں طاقت نہیں کہ خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے

" اگر کوئی کہے کہ انجمن نے مجھے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سُن لو کہ مجھے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے" (بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔

" مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے۔ اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے ..... دیکھو میری دعائیں عرش میں بھی سنی جاتی ہیں۔ میرا مولےٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے ..... جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں جن پر حضرت صاحب نے گفتگو نہیں کی ان پر بولنے کا تمہیں خود کوئی حق نہیں جب تک ہمارے دربار سے تم کو اجازت نہ ملے۔ پس جب تک خلیفہ نہیں بولتا یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا ان پر رائے زنی نہ کرو۔"

(بدر ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

فرشتے بن کر اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو۔

"... اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنادیا جو اُس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو۔" (بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

میرے بعد خدا جسے چاہے گا اس کو آپ کھڑا کرے گا

"جب خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو کسی اور کی کیا طاقت ہے کہ اس کے کام میں روک ڈالے ..... خلافت کیسری کی دوکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مرجاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اُس کو آپ کھڑا کردے گا۔" (بدر ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

الٰہی نصرت اور تائید کیلئے ایک ضروری شرط

حضرت المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کو دیکھتے ہوئے میں انسانوں پر انحصار نہیں کرسکتا اور تم بھی یہ نصرت اسی طرح حاصل کرسکتے ہو کہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھاؤ۔ اور ایسا کرنے میں صرف خلیفہ کی اطاعت کا ثواب نہیں بلکہ موعود خلیفہ کی اطاعت کا ثواب تمہیں ملے گا اور اگر تم کامل طور پر اطاعت کرو تو مشکلات کے بادل اُڑ جائیں گے۔ تمہارے دشمن زیر ہوجائیں گے اور فرشتے آسمان سے تمہارے لئے ترقی والی نئی زمین اور تمہاری عظمت و سطوت والا نیا آسمان پیدا کریں گے لیکن شرط یہ ہے کہ کامل فرمانبرداری کرو۔"

(الفضل ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء)

—— (ارشادات حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ——

خلیفہ خدا بناتا ہے اس کے بنانے میں ہرگز انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہوتا

جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے

مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اب کون ہے جو مجھے خلافت سے معزول کر سکے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے اپنی قدیم سنت کے مطابق سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود اپنے ہاتھ سے خلافت کا حلّہ مقدسہ پہنا کر خلافتِ احمدیہ کی مسند جلیلہ پر متمکن فرمایا تو آپ نے بھی اپنی پُر معارف تقاریر اور خطبات کے ذریعہ اسلامی اصول احبابِ جماعت کے خوب اچھی طرح ذہن نشین کرایا کہ خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے اس میں ہرگز انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہوتا۔ اور جسے خدا تعالیٰ خود خلافت کے مقام پر کھڑا کرے اسے دنیا کی کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔ چنانچہ اس ضمن میں حضور رضی اللہ تعالیٰ کے بعض ارشادات ذیل میں ہدیۂ قارئین ہیں:۔

ایمان لانے والوں اور اعمالِ صالحہ بجا لانے والوں سے خلافت کا خدائی وعدہ

" وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے مومن ہوئے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے کس بات کا؟ اس بات کا ضرور ضرور ان کو اسی طرح خلیفہ بناؤں گا۔ جس طرح ان سے پہلوں کو بنایا۔

خدا تعالیٰ کی یہ سنت چلی آتی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے سلسلوں کی حفاظت کے لئے سامان کیا کرتا ہے اور اس وقت تک اپنے بندوں کو بغیر حفاظت کے نہیں چھوڑتا جب تک بندے خود نہ اسے چھوڑ دیں اور یہ ایک

عجیب بات ہے کہ دنیا میں معشوق عشاق سے بے اعتنائی کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور بندوں کے معاملہ میں اس سے الٹ ہوتا ہے۔ وہ حسین ہے اور سب حسینوں سے بڑھ کر حسین ہے۔ وہ کامل ہے اور وہی ایک ذات کامل اور بے عیب ہے مگر باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ ہی اسے چھوڑتے ہیں۔ خدا کی طرف سے بے اعتنائی نہیں ہوتی۔ ہمیشہ بندے ہی خدا کو ترک کرتے ہیں اور وہ ہمیشہ ان کو اپنی طرف کھینچنے کے سامان کرتا رہتا ہے اور اس کے لئے انبیاء بھیجتا ہے۔ . . . . انبیاء کی زندگی بجائے خود معجزہ اور نشان ہوتی ہے۔ ان کے بعد اور وجود ہوتے ہیں اور وہ بھی خدا کی ہستی کے نشان ہوتے ہیں۔ انبیاء اگر سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں اور دنیا کو منور کرتے ہیں تو یہ بھی ستاروں کی طرح دنیا کو ہدایت کی چمک دکھا جاتے ہیں۔ یہ ہستیاں خلفاء کی ہوتی ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ ہی منتخب کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ کہ مومنوں اور اعمالِ صالحہ رکھنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔" (درس القرآن المجید ص۱ تا ص۴)

نبی کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ خلافت کو نشان کے طور پر قائم کرتا ہے۔

"انبیاء جب وفات پاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے بعد نشان کے طور پر خلافت کو قائم کیا کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ جس طرح اس نے نبی کی شخصی زندگی کو الہام سے شروع کیا۔ اسی طرح وہ اس کی قومی زندگی کو بھی الہام سے شروع کرے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی نبی فوت ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ کا مخفی الہام قوم کے دلوں کو اس زندگی کی تفصیلات کی طرف متوجہ کرتا ہے۔" (خلافت احمدیہ کے مخالفین کی تحریکات ص۴)

خلیفہ بنانے میں ہرگز انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہوتا۔

"خلیفہ خدا بناتا ہے یعنی اس کے بنانے میں انسانی ہاتھ نہیں ہوتا۔ نہ وہ خود خواہش کرتا ہے اور نہ کسی منصوبہ کے ذریعہ وہ خلیفہ ہوتا ہے بلکہ بعض دفعہ تو ایسے حالات میں ہوتا ہے جب کہ اس کا خلیفہ ہونا بظاہر ناممکن سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ الفاظ کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ خود ظاہر کرتے ہیں کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ کیونکہ جو وعدہ کرتا ہے وہی دیتا ہے۔ بعض لوگ غلطی سے یہ کہتے ہیں کہ اس وعدے کا یہ مطلب ہے کہ لوگ جس کو چاہیں خلیفہ بنا لیں۔ خدا اس کو اپنا انتخاب قرار دے گا۔ مگر یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ہمارے ایک استاد کا یہ طریق ہوا کرتا تھا کہ جب وہ مدرسہ میں آتا اور کسی لڑکے سے خوش ہوتا تو کہتا کہ اچھا تمہاری جیب میں جو پیسہ ہے وہ میں نے تمہیں انعام میں دے دیا۔

یہ بھی ویسا ہی وعدہ بن جاتا ہے کہ اچھا تم کسی کو خود ہی خلیفہ بنالو اور پھر یہ سمجھ لو کہ اسے میں نے بنایا ہے اور اگر یہی بات ہو تو پھر انعام کیا ہوا اور ایمان اور عمل صالح پر قائم رہنے والی جماعت کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی طرف سے محبت کا امتیازی سلوک کونسا ہوا؟ وعدہ تو جو کرتا ہے وہی اسے پورا بھی کیا کرتا ہے نہ یہ کہ وعدہ تو وہ کرے اور اسے پورا کوئی اَور کرے۔ پس اس آیت میں پہلی بات یہ بتائی گئی ہے کہ خلفاء کی آمد خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوگی۔ ظاہری لحاظ سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کیونکہ کوئی شخص خلافت کی خواہش کرکے خلیفہ نہیں بن سکتا۔ اسی طرح کسی منصوبہ کے ماتحت بھی کوئی خلیفہ نہیں بن سکتا۔ خلیفہ وہی ہوگا جسے خدا بنانا چاہے گا۔ بلکہ بسا اوقات وہ ایسے حالات میں خلیفہ ہوگا جبکہ دنیا اس کے خلیفہ ہونے کو ناممکن خیال کرتی ہوگی۔"

(خلافت راشدہ ۱۵۳ و ۱۵۴ تقریر بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۳۹ء قادیان)

جھوٹا ہے وہ انسان جو کہتا ہے خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے

"خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحبؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں چھ سال متواتر اس مسئلہ پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے نہ انسان۔ اور درحقیقت قرآن شریف کو غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ہر قسم کے خلفاء کی نسبت اللہ تعالےٰ نے یہی فرمایا ہے کہ انہیں ہم بناتے ہیں چنانچہ انبیاء و ماموریں کے خلفاء کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

یعنی اللہ تعالےٰ تم میں سے مومنوں اور نیک اعمال والوں سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ انہیں اسی طرح زمین میں خلیفہ مقرر فرمائے گا جس طرح ان سے پہلوں کو مقرر کیا اور ان خلفاء کے اس دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے قائم کرے گا اور ان کے خوفوں کو امن سے بدل دے گا وہ میری ہی عبادت کریں گے۔ اور میرا کسی کو شریک نہیں قرار دیں گے۔ اور جو شخص اس حکم کے ہوتے ہوئے بھی ان کا انکار کرے گا تو وہ خدا تعالیٰ سے دور کیا جائے گا۔

اب اس آیت کے ماتحت جس قسم کی خلافت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوئی وہی خلافت راشدہ ہے اور اسی قسم کی خلافت مسیح موعود کے بعد ہونی ضروری ہے۔"

(اشتہار "کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے" ص۴۳)

جماعت میں اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ آخری اتھارٹی اور آخری آواز

"اسلامی اصول کے مطابق یہ صورت ہے کہ جماعت خلیفہ کے ماتحت ہے اور آخری اتھارٹی ہے، جسے خدا نے مقرر کیا اور جس کی آواز آخری آواز ہے، وہ خلیفہ کی آواز ہے۔ کسی انجمن کسی شوریٰ یا کسی مجلس کی نہیں ہے۔ یہی وہ بات ہے جس پر جماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

خلیفہ کا انتخاب ظاہری لحاظ سے بے شک تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ تم اس کے متعلق دیکھ سکتے ہو۔ اور غور کر سکتے ہو مگر باطنی طور پر خدا کے اختیار میں ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے خلیفہ ہم قرار دیتے ہیں اور جب تک تم لوگ اپنی اصلاح کی فکر رکھو گے۔ ان قواعد اور اصول کو نہ بھولو گے۔ جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ضروری ہیں۔ تم میں خدا خلیفہ مقرر کرتا رہے گا اور اسے وہ عصمت حاصل رہے گی جو اس کام کے لئے ضروری ہے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ص۳۳ منعقدہ اپریل ۱۹۲۵ء)

خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کی مخالفت فی الاصل خدا کی مخالفت ہے

"خدا نے جسے خلیفہ بنانا تھا بنا دیا اور اب جو شخص اس کی مخالفت کرتا ہے وہ خدا کی مخالفت کرتا ہے۔ میں نے کسی سے درخواست نہیں کی کہ وہ میری بیعت کرے۔ نہ کسی سے کہا کہ وہ میرے خلیفہ بننے کے لئے کوشش کرے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہے تو وہ علی الاعلان شہادت دے کیونکہ اس کا فرض ہے کہ جماعت کو دھوکے سے بچا لے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ خدا کی لعنت کے نیچے ہے اور جماعت کی تباہی کا عذاب اس کی گردن پر ہوگا۔ اے پاک نفس انسانو! جن میں بدظنی کا مادہ نہیں۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے کبھی کسی انسان سے خلافت کی تمنا نہیں کی۔ اور یہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے بھی کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ وہ مجھے خلیفہ بنا دے۔ یہ اس کا اپنا فعل ہے یہ میری درخواست نہ تھی۔ میری درخواست کے بغیر یہ کام میرے سپرد کیا گیا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے کہ اس نے اکثروں کی گردنیں میرے سامنے جھکا دیں۔ میں کیونکر تمہاری خاطر خدا تعالیٰ کے حکم کو رد کر دوں۔ مجھے اس نے اسی طرح خلیفہ بنایا جس طرح پہلوں کو بنایا تھا۔ گو میں حیران ہوں کہ میرے جیسا نالائق انسان اسے کیونکر پسند

آ گیا۔ لیکن جو کچھ بھی ہوا اُس نے مجھے پسند کر لیا اور اب کوئی انسان اس کُرتہ کو مجھ سے نہیں اُتار سکتا جو اُس نے مجھے پہنایا ہے۔ یہ خدا کی دین ہے اور کونسا انسان ہے جو خدا کے عطیہ کو مجھ سے چھین لے۔ خدا تعالیٰ میرا مددگار ہوگا۔ مَیں ضعیف ہوں مگر میرا مالک بڑا طاقتور ہے۔ میں کمزور ہوں مگر میرا آقا بڑا توانا ہے، مَیں بلا اسباب ہوں مگر میرا بادشاہ تمام اسبابوں کا خالق ہے۔ میں بے مددگار ہوں مگر میرا رب فرشتوں کو میری مدد کے لئے نازل فرمائے گا (انشاء اللہ) میں بے پناہ ہوں مگر میرا محافظ وہ ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی اور پناہ کی ضرورت نہیں۔"

(اشتہار "کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے" صلا ۶-۷ (۲۱ مارچ ۱۹۱۴ء)

خدا تعالیٰ نے مجھے خود اپنے فضل سے چنا ہے

"میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں جو آسمان اور زمین کا حاکم ہے اور جس کی جھوٹی قسم لعنت کا باعث ہوتی ہے اور جس کی لعنت سے کوئی جھوٹا بچ نہیں سکتا کہ میں نے کسی آدمی کو کبھی نہیں کہا کہ مجھے خلیفہ بنانے کی کوشش کرو اور نہ ہی کبھی خدا سے مَیں نے یہ کہا ہے کہ مجھے خلیفہ بنائیو پس جب خدا تعالیٰ نے مجھے اس کام کے لئے خود اپنے فضل سے چن لیا ہے تو میں کس طرح اسے ناپسند کرتا، کیا اگر تمہارا کوئی دوست تمہیں کوئی نعمت دے اور تم اُس کو لے کر نالی میں پھینک دو تو تمہارا دوست خوش ہوگا؟ اور تمہاری یہ حرکت درست ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ تو اگر خدا تعالیٰ نعمت دے تو کون ہے جو اس کو ہٹا سکے، جب دنیا کے دوستوں کی نعمتوں کو کوئی ردّ نہیں کرتا، بلکہ بڑی عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ تو مَیں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی اس نعمت کو کس طرح ردّ کروں کیونکہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو ردّ کرنے والوں کے بڑے خطرناک انجام ہوتے رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کی قوم کے لوگ طور پر گئے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو فرمایا تھا کہ آؤ ہم تم سے کلام کریں۔ وہاں جب زلزلہ آیا تو وہ ڈر گئے اور کہنے لگے کہ ہم خدا کی باتوں کو نہیں سننا چاہتے اور واپس چلے آئے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو اس نعمت کی ناقدری میں یہ سزا دی کہ فرمایا۔ اب تم میں سے کوئی شرعی نبی برپا نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ تمہارے بھائیوں میں سے کیا جائے گا تو خدا تعالیٰ کی نعمت کو ردّ کرنے والوں کی نسبت جب میں یہ دیکھ چکا ہوں تو پھر خدا کی نعمت کو مَیں کس طرح ردّ کر دیتا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ خدا جس نے مجھے اس کام کے لئے چنا ہے وہ خود میرے پاؤں کو مضبوط کر دے گا اور مجھے استقامت اور استقلال بخشے گا پس اگر مجھے خلیفہ ماننے والے بھی سب کے سب نہ ماننے والے ہو جاتے اور کوئی بھی مجھے نہ مانتا اور ساری دنیا میری دشمن اور جان کی پیاسی ہو جاتی جو کہ زیادہ سے زیادہ یہی کرتی کہ میری جان نکال لیتی تو بھی میں آخر دم تک اس بات پر قائم

رہتا اور کبھی خدا تعالیٰ کی نعمت کے ردّ کرنے کا خیال میرے دل میں نہ آتا۔"

("برکاتِ خلافت" از حضرت مصلح موعودؓ ۲۰ و ۲۱)

مبارک ہے وہ جو خدا کے فیصلہ کو قبول کرے

"وہ کام جو خدا نے میرے سپرد کیا ہے خدا کرے کہ عزت کے ساتھ اس سے عہدہ برآ ہوں اور قیامت کے دن مجھے اپنے مولا کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

اب کون ہے جو مجھے خلافت سے معزول کر سکے۔ خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے انتخاب میں غلطی نہیں کرتا۔ اگر سب دنیا مجھے مان لے تو میری خلافت بڑی نہیں ہو سکتی اور سب کے سب خدانخواستہ مجھے ترک کر دیں تو بھی خلافت میں فرق نہیں آ سکتا۔ جیسے نبی اکیلا بھی نبی ہوتا ہے اسی طرح خلیفہ اکیلا بھی خلیفہ ہوتا ہے۔ پس مبارک ہے وہ جو خدا کے فیصلہ کو قبول کرے۔ خدا تعالیٰ نے جو بوجھ مجھ پر رکھا ہے وہ بہت بڑا ہے اور اگر اسی کی مدد میرے شامل حال نہ ہو تو میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن مجھے اس پاک ذات پر یقین ہے کہ وہ ضرور میری مدد کرے گی۔ میرا فرض ہے کہ جماعت کو متحد رکھوں اور انہیں متفرق نہ ہونے دوں۔ اس لئے ہر ایک مشکل کا مقابلہ کرنا میرا کام ہے اور انشاء اللہ آسمان سے میری مدد ہوگی۔"

(اشتہار "کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے" صفحہ ۱ و صفحہ ۱۱)

جو قبا مجھے خدا نے پہنائی ہے وہ میں کبھی نہیں اتاروں گا

"اس شخص کو خدا کی معرفت سے کوئی حصہ نہیں ملا اور وہ خدا کی حکمتوں کے سمجھنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتا جو مجھے کہتا ہے کہ آپ خلافت کو چھوڑ دیں۔ اس نادان کو کیا معلوم کہ اس کے چھوڑنے کا کیا نتیجہ ہوگا۔ پس حضرت عثمانؓ کی طرح میں نے بھی کہا کہ جو قبا مجھے خدا تعالیٰ نے پہنائی ہے وہ میں کبھی نہیں اتاروں گا خواہ ساری دنیا اس کے چھیننے کے درپے ہو جائے۔ پس میں اب آگے ہی آگے بڑھوں گا۔ خواہ کوئی میرے ساتھ آئے یا نہ آئے مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ابتلاء آئیں گے مگر انجام اچھا ہوگا۔ پس کوئی میرا مقابلہ کر کے دیکھ لے خواہ وہ کوئی ہو انشاء اللہ میں کامیاب رہوں گا۔ اور مجھے کسی کے مقابلہ کی خدا کے فضل سے کچھ بھی پرواہ نہیں ہے۔"

("برکاتِ خلافت" از حضرت مصلح موعودؓ ۲۲)

خدائی انتخاب پر اعتراض کرنے والوں کیلئے لمحہ فکریہ

"کہتے ہیں بیٹے کو خلافت کیوں مل گئی؟ میں حیران ہوں کہ کیا کسی ولی یا نبی کا بیٹا ہونا ایسا ناقابل عفو جرم ہے کہ اس کو کوئی حصہ خدا کے فضل سے نہ ملے اور کوئی عہدہ وہ نہ پائے؟ اگر یہ درست ہے تو پھر نعوذ باللہ کسی ولی یا نبی کا بیٹا ہونا تو ایک لعنت ہوئی برکت نہ ہوئی۔ پھر انبیاء علیہم السلام اولاد کی خواہش یونہی کرتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی اولاد کی پیشگوئی نعوذ باللہ لغو کی اور خدا تعالےٰ نے مسیح موعود سے جو وعدے کئے وہ برکت کے وعدے نہ تھے (نعوذ باللہ من ذالک) اور اگر یہ پیر پرستی ہے کہ کوئی بیٹا وارث ہو تو پھر اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ پیر کی اولاد کو ذلیل کیا جائے تاکہ پیر پرستی کا الزام نہ آئے۔ پھر احترام اور عزت و تکریم کے دعوے کس حد تک درست سمجھے جائیں؟

سوچو اور غور کرو میں تمہیں کھول کر کہتا ہوں کہ میرے دل میں یہ خواہش نہ تھی اور کبھی نہ تھی۔ پھر اگر تم نے مجھے گندہ سمجھ کر میری بیعت کی ہے تو یاد رکھو تم ضرور پیر پرست ہو۔ لیکن اگر خدا تعالےٰ نے تمہیں پکڑ کر جھکا دیا ہے تو پھر کسی کو کیا؟

یہ کہنا کہ میں نے انجمن کا حق غصب کر لیا ہے بہت بڑا ابول ہے کیا تم کو معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خدا تعالےٰ کا وعدہ تھا کہ میں تیری ساری خواہشوں کو پورا کروں گا۔ اب ان لوگوں کے خیال کے موافق تو حضرت صاحب کا منشاء اور خواہش تو یہ تھی کہ انجمن ہی وارث ہے اور خلیفہ ان کے خیال میں بھی نہ تھا تو اب بتاؤ کہ کیا اس بات کے کہنے سے تم اپنے قول سے یہ ثابت نہیں کر رہے کہ نعوذ باللہ خدا نے ان کے منشاء کو پورا نہ ہونے دیا۔"

(منصب خلافت ص۲۸-۲۹ از حضرت مصلح موعودؓ تقریر ۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء)

خوب یاد رکھو تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں

"خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا، وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہوگے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی اور تمہارے مقابلہ میں بالکل ناکام و نامراد رہے گی۔ جیسا کہ مشہور ہے اسفندیار ایسا تھا کہ اس پر تیر اثر نہ کرتا تھا۔ تمہارے

لئے ایسی حالت خلافت کی وجہ سے پیدا ہو سکتی ہے۔ جب تک تم اس کو پکڑے رکھو گے تو کبھی دنیا کی مخالفت تم پر اثر نہ کر سکے گی۔ بے شک افراد مریں گے، مشکلات آئیں گی، تکالیف پہنچیں گی مگر جماعت کبھی تباہ نہ ہوگی بلکہ دن بدن بڑھے گی اور اس وقت تم میں سے کسی کا دشمنوں کے ہاتھوں مرنا ایسا ہی ہوگا جیسا کہ مشہور ہے کہ اگر ایک دیوتا کٹتا ہے تو ہزاروں پیدا ہو جاتے ہیں تم میں سے اگر ایک مارا جائے گا تو اس کی بجائے ہزاروں اس کے خون کے قطروں سے پیدا ہو جائیں گے۔

میں نے اس امر کے متعلق خدا تعالےٰ کی طرف سے بڑی بڑی عجیب باتیں مشاہدہ کی ہیں اور ایسے ایسے امور مشاہدہ کئے ہیں کہ جن کو خاص آنکھیں ہی دیکھ سکتی ہیں۔ مگر یہ میری کسی فضیلت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس مقام کی عزت کی وجہ سے میرے مشاہدہ میں آتے ہیں جس پر خدا تعالےٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔

بعض لوگ میری ذات کے ساتھ خصوصیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے میں صاف طور پر سنائے دیتا ہوں کہ محض کسی کی ذات سے تعلق رکھنے والے عموماً ٹھوکر کھایا کرتے ہیں۔ میرے خیال میں تو انبیاء کی صفات بھی ان کے درجہ اور عہدہ کے لحاظ سے ہی ہوتی ہیں نہ کہ ان کی ذات کے لحاظ سے۔ پس تمہیں درجہ کی قدر کرنا چاہیئے کسی کی ذات کو نہ دیکھنا چاہیئے۔" (درس القرآن ص۱ تا ص۷۷ مطبوعہ ۱۹۲۱ء)

میں اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کے مطابق خلیفہ ہوں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے ۱۴ ستمبر ۱۹۴۵ء کو خطبہ جمعہ میں اپنا ایک رؤیا (جس سے آپ کے رفیع الشان مقام پر روشنی پڑتی ہے) بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"تھوڑی دیر کے لئے میری آنکھ لگ گئی تو ایک مصرعہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے میرے دل پر نازل ہوا۔ جو میرے ہی ایک شعر کا حصہ ہے۔ لیکن اس کے ساتھ زبان اس کو نہیں دہرا رہی تھی وہ اتنی شدت سے نازل ہوا کہ اس کے زور کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ وہ مصرعہ جو میرے دل پر نازل ہوا یہ ہے ع

ملک بھی رشک ہیں کرتے .....

اس کے بعد کا بقیہ حصہ جاگتے ہوئے نازل ہوا جو یہ ہے:۔

وہ خوش نصیب ہوں میں

یہ مصرعہ کہ ع

ملک بھی رشک ہیں کرتے وہ خوش نصیب ہوں میں

جب کبھی اللہ تعالےٰ کا کوئی خلیفہ دنیا میں کھڑا ہوتا ہے تو ملائکہ صفت لوگوں کو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا جاتا ہے ...... مَیں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے اس شعر کو میرے دل پر نازل فرما کر یہ بتایا ہے کہ میں نے ہی تجھے خلیفہ بنایا ہے کیونکہ ملائکہ نے آدم پر ہی رشک کیا تھا نہ کسی اور پر، گویا دوسرے لفظوں میں اللہ تعالےٰ نے میری تصدیق کردی ہے کہ واقعہ میں ہم نے اس آدم کو صفاتِ الٰہیہ کے ظہور کے لئے کھڑا کیا ہے۔ اور ملکوتی صفات کے لوگ اس پر رشک کریں گے اور یہ بھی بتادیا کہ وہی لوگ کامیاب ہوں گے جو اس کے ساتھ مل کر سجدہ کریں گے اور اس کے احکام کے ماتحت چلیں گے جیسا کہ پہلے آدم کے وقت میں ہوا۔ یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ آدم کسی ایک خاص وجود کا نام نہیں بلکہ ہر زمانہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے مختلف انسان اس مقام پر فائز کیے جا چکے ہیں اور کئے جاتے ہیں۔ مثلاً سید عبدالقادر صاحب جیلانیؒ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالےٰ نے آدم کے مقام پر کھڑا کیا تھا۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ ان کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ "تیرا پاؤں تمام اولیاء کی گردن پر ہے" غرض اس مصرعہ میں کہ ؏

ملک بھی رشک ہیں کرتے وہ خوش نصیب ہوں مَیں

اللہ تعالےٰ نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اس نے مجھے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً" کے مطابق خلافت کے مقام پر کھڑا کیا ہے اور وہ لوگ جو تکبّر اور اِباء کو چھوڑ کر میرے ساتھ چلیں گے وہ ملکوتی صفات کے مالک ہوں گے اور اللہ تعالےٰ کا فضل ان پر نازل ہوگا۔ لیکن وہ لوگ جو تکبّر اور اِباء سے کام لیں گے وہ اللہ تعالےٰ کے فرمان کے مطابق ملائکہ کے گروہ سے نکال دیئے جائیں گے اور مجھ سے علیحدہ رہ کر وہ کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکیں گے ...... افسوس ہے کہ ہماری جماعت کے ایک حصّہ کو ٹھوکر لگی ہے۔ ابتداء میں وہ خلافت کے جھگڑوں میں پڑے اور بعد میں نبوّت کی بحثوں میں آ پھنسے۔ اصل بحث تو خلافت کی ہی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اس مصرعہ میں ان کے شکوک کا بھی ازالہ کردیا ہے اور واضح طور پر بتادیا ہے کہ مَیں نے ہی اسے خلافت کے مقام پر کھڑا کیا ہے اور فرشتہ سیرت انسانوں کو چاہیئے کہ اسجدوا لآدم کے حکم کے ماتحت اس کے ہاتھ پر جمع ہوجائیں اور بغیر کسی تکبّر اور اِباء کے اس کی کامل اطاعت اور پیروی کریں۔ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی اس آواز پر کان دھریں گے وہ اس کے فضلوں کے مورد بنیں گے اور اس کی برکتیں ان پر نازل ہوں گی۔ لیکن جو لوگ اپنے تکبّر اور انکار کی وجہ سے دُور رہیں گے۔ وہ ان برکتوں سے محروم رہیں گے جو آدم کے ساتھ ملنے والوں پر نازل ہوتی ہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ ستمبر ۱۹۴۵ء مطبوعہ الفضل ۲۵ ستمبر ۱۹۴۵ء)

میں اس خلافت کا قائل ہوں جو خدا کی طرف سے ملے

"میں اس خلافت کو جو کسی انسان کی طرف سے ہو لعنت سمجھتا ہوں۔ نہ مجھے اس کی پرواہ ہے کہ کوئی مجھے خلیفۃ المسیح کہے۔ میں تو اس خلافت کا قائل ہوں جو خدا کی طرف سے ملے۔ بندوں کی دی ہوئی خلافت میرے نزدیک ایک ذرّہ کے برابر بھی قدر نہیں رکھتی ...... ہر ایک وہ شخص جو مقدمہ کرتا ہے وہ اپنے تئیں ہی حق پر سمجھتا ہے۔ لیکن عدالت جو فیصلہ کرتی ہے اس کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فلا وربک لا یومنون حتیٰ یحکموک فی ما شجر بینھم۔ جب تک یہ لوگ کامل طور پر تیرے فیصلوں کو نہ مان لیں یہ مومن ہو ہی نہیں سکتے۔ جب لوگوں کی عدالتوں کے فیصلوں کو ماننا پڑتا ہے تو خدا کی طرف سے مقرر شدہ خلفاء کے فیصلوں کا انکار کیوں؟ اگر دنیوی عدالتیں سزا دے سکتی ہیں تو کیا خدا انہیں دے سکتا۔ خدا کی طرف سے فیصلہ کرنے والے کے ہاتھ میں تلوار ہے مگر وہ نظر نہیں آتی۔ اس کی کاٹ ایسی ہے کہ دور تک صفایا کر دیتی ہے۔ دنیاوی حکومتوں کا تعلق صرف یہاں تک ہے۔ مگر خدا وہ ہے جس کا آخرت میں بھی تعلق ہے۔ خدا کی سزا گو نظر نہ آئے مگر حقیقت میں بہت سخت ہے۔ اپنی تحریروں اور تقریروں کو اپنے قابو میں لاؤ۔ اگر تم خدا کی قائم کی ہوئی خلافت پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آؤ گے تو خدا تمہیں بغیر سزا کے نہیں چھوڑے گا جہاں تمہاری نظر بھی نہیں جا سکتی وہاں خدا کا ہاتھ پڑتا ہے۔

اللہ تعالےٰ تمہیں فہم دے۔ اپنے آپ کو اور اس شخص کے درجہ کو جو تمہارے لئے کھڑا کیا گیا ہے پہچانو کسی شخص کی عزت اس شخص کے لحاظ سے نہیں ہوا کرتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اس لئے نہیں کہ آپ عرب کے باشندہ تھے اور عبد اللہ کے بیٹے تھے بلکہ اس درجہ کے لحاظ سے ہے جو خدا نے آپؐ کو دیا تھا۔ اسی طرح میں ایک انسان ہوں اور کوئی چیز نہیں مگر خدا نے جس مقام پر مجھ کو کھڑا کیا ہے۔ اگر تم ایسی باتوں سے نہیں رکو گے تو خدا کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔ بعض باتیں معمولی ہوتی ہیں مگر خدا کے نزدیک بڑی ہوتی ہیں۔ خدا تعالےٰ تم کو سمجھ دے۔ آمین۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ جون ۱۹۱۷ء مطبوعہ الفضل ۷ جولائی ۱۹۱۷ء)

اطاعت کو لازم پکڑے بغیر کوئی شخص مومن نہیں بن سکتا

"حقیقت یہ ہے کہ دین کے کام دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو افراد سے تعلق رکھتے ہیں جیسے نماز، روزہ،

قوم کا جمع ہونا یا کوئی ایسا کام جو ساری جماعت کی ضروریات کو مدِّ نظر رکھ کر دیا گیا ہو۔ جو کام ساری جماعت سے تعلق رکھتے ہوں افراد سے نہیں۔ ان میں سب کو ایسا پرودیا ہوا ہونا چاہیئے۔ جیسے تسبیح کے دانے ایک تاگے میں پروئے ہوئے ہوتے ہیں کسی کو ذرا بھی اِدھر اُدھر نہیں ہونا چاہیئے۔ اور اگر کوئی ضروری کام کے لئے جانا چاہے تو امام کی اجازت سے جائے۔ اسی حقیقت کو تصویری زبان میں ظاہر کرنے کے لئے لوگ جب تسبیح کے دانے پروتے ہیں تو تاگے کے دونوں سِرے اکٹھے کرکے ایک لمبا دانہ پرو دیتے ہیں اور اسے امام کہتے ہیں۔ درحقیقت اس سے قومی تنظیم کی اہمیت کی طرف ہی اشارہ ہوتا ہے اور یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ جس طرح تسبیح کے دانوں کے لئے ایک امام کی ضرورت ہے اسی طرح تمہیں بھی ہمیشہ ایک امام کے پیچھے چلنا چاہیئے۔ ورنہ تمہاری تسبیح وہ نتیجہ پیدا نہیں کرسکے گی جو اجتماعی تسبیح پیدا کیا کرتی ہے۔ لیکن بہت کم ہیں جو اس گُر کو سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ وہ شخص مومن ہی نہیں ہوسکتا جو ایسے امور میں جو ساری جماعت سے تعلق رکھتے ہوں اپنی رائے اور منشاء کے ماتحت کام کرے۔ اور امام کی کوئی پروا نہ کرے۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم جزء اول تفسیر سورۃ نور ص۴۰۴)

اطاعتِ رسول بھی خلیفہ کے بغیر نہیں ہوسکتی۔

"جمعہ میں جو نماز کا بہترین حصہ ہے اسی صورت میں احسن طریق پر ادا ہوسکتا ہے جب مسلمانوں میں خلافت کا نظام موجود ہو۔ چنانچہ دیکھ لو ہمارے اندر چونکہ ایک نظام موجود ہے۔ اس لئے میرے خطبات ہمیشہ اہم وقتی ضروریات کے متعلق ہوتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ کئی غیر احمدی بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔۔ ۔۔۔ پس درحقیقت اقامۃ الصلوٰۃ بھی بغیر خلیفہ کے نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح اطاعتِ رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے ایک رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے۔ اور آجکل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ پھر صحابہؓ اور آج کل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ میں ایک نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حدِ کمال کو پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اسی وقت اس پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے۔ لیکن یہ اطاعت کی روح آج کل کے مسلمانوں میں نہیں۔ مسلمان نمازیں بھی پڑھیں گے، روزے بھی رکھیں گے، حج بھی کریں گے، مگر ان کے اندر اطاعت کا مادہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا۔ پس جب بھی خلافت ہوگی

احکام کی اطاعت ہے۔ اطاعتِ رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے کہ اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کر دیں۔ اور جب وہ کہے کہ اب زکوٰۃ اور چندوں کی ضرورت ہے تو وہ زکوٰۃ اور چندوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب جانی قربانی کی ضرورت ہے یا وطن کو قربان کرنے کی ضرورت ہے تو وہ جانیں اور وطن قربان کرنے (چھوڑنے) کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

غرض یہ تین باتیں ایسی ہیں جو خلافت کے ساتھ لازم وملزوم ہیں۔ اگر خلافت نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی، تمہاری زکوٰۃ بھی جاتی رہے گی اور تمہارے دل سے اطاعتِ رسول کا مادہ بھی جاتا رہے گا۔ ہماری جماعت کو چونکہ ایک نظام کے ماتحت رہنے کی عادت ہے اور اس کے افراد اطاعت کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس لئے اگر ہماری جماعت کے افراد کو آج اٹھا کر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رکھ دیا جائے تو وہ اسی طرح اطاعت کرنے لگ جائیں گے جس طرح صحابہؓ اطاعت کیا کرتے تھے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کو اپنی بصیرت کی آنکھ سے تم اس زمانہ میں لے جاؤ۔ تو وہ تمہیں قدم قدم پر ٹھوکر کھاتا ہوا دکھائی دے گا اور وہ کہے گا ذرا ٹھہر جائیں مجھے فلاں حکم کی سمجھ نہیں آئی۔ بلکہ جس طرح ایک پٹھان کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے کہہ دیا۔ "خواجہ محمدؐ صاحب کا نماز ٹوٹ گیا" کیونکہ قدوری میں لکھا ہے کہ حرکتِ کبیرہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، اسی طرح وہ بعض باتوں کا انکار کرنے لگ جائے گا۔ لیکن اگر ایک احمدی کو لے جاؤ تو اس کو پتہ بھی نہیں لگے گا کہ وہ کسی غیر مانوس جگہ میں آ گیا ہے۔ بلکہ جس طرح مشین کا پرزہ فوراً اپنی جگہ پر لگ جاتا ہے۔ اسی طرح وہ وہاں فِٹ آجائے گا اور جاتے ہی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا صحابی بن جائے گا اور آپؐ کے ہر حکم کی بلاچون وچرا اطاعت کرنے لگ جائے گا۔ اور ائمہ اربعہ اس کے لئے کبھی ٹھوکر کا موجب نہیں بنیں گے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہوگا کہ اصل حکم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ ائمہ اربعہ تو محض آپؐ کے غلام بلکہ شاگردوں کے بھی شاگرد ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد ۵ جزو اول تفسیر سورۂ نور ص۳۷)

خلفاء کی اطاعت اسی طرح فرض ہے جس طرح انبیاء کی اطاعت فرض ہے

"خلافت ایک ایسی چیز ہے جس سے جدائی کسی عزت کا مستحق انسان کو نہیں بنا سکتی۔ اسی مسجد میں میں نے حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔ آپ فرماتے تم کو معلوم ہے پہلے خلیفہ کا دشمن کون تھا؟ پھر خود ہی اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے کہ قرآن پڑھو تمہیں معلوم ہوگا کہ اس کا دشمن ابلیس تھا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا میں بھی خلیفہ ہوں اور میرا جو دشمن ہے وہ بھی ابلیس ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خلیفہ مامور نہیں ہوتا۔ گو یہ ضروری بھی نہیں کہ وہ مامور نہ ہو۔ حضرت آدمؑ مامور بھی تھے اور خلیفہ بھی تھے۔ حضرت داؤد مامور بھی تھے اور خلیفہ بھی تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مامور بھی تھے اور خلیفہ بھی تھے۔ پھر تمام انبیاء مامور بھی ہوتے ہیں اور خدا کے قائم کردہ خلیفہ بھی۔ جس طرح ہر انسان ایک طور پر خلیفہ ہے۔ اسی طرح انبیاء بھی خلیفہ ہوتے ہیں مگر ایک وہ خلفاء ہوتے ہیں جو کبھی مامور نہیں ہوتے۔ گو اطاعت کے لحاظ سے ان میں اور انبیاء میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اطاعت جس طرح نبی کی ضروری ہے ویسے ہی خلفاء کی ضروری ہے۔ ہاں ان دونوں اطاعتوں میں ایک امتیاز اور فرق ہوتا ہے اور وہ یہ کہ نبی کی اطاعت اور فرمانبرداری اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ وحیٔ الٰہی اور پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے۔ مگر خلیفہ کی اطاعت اس لئے نہیں کی جاتی کہ وہ وحیٔ الٰہی اور پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے بلکہ اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ تنفیذ وحیٔ الٰہی اور تمام نظام کا مرکز ہے۔ اسی لئے واقف اور اہلِ علم لوگ کہا کرتے ہیں کہ انبیاء کو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے اور خلفاء کو عصمتِ صغریٰ۔

اسی مسجد میں اسی منبر پر جمعہ کے ہی دن حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ تم میرے کسی ذاتی فعل میں عیب نکال کر اس اطاعت سے باہر نہیں ہو سکتے جو خدا نے تم پر عائد کی ہے کیونکہ جس کام کے لئے میں کھڑا ہوا ہوں وہ اور ہے اور وہ نظام کا احیاء ہے۔ اسی لئے میری فرمانبرداری ضروری اور لازمی ہے تو انبیاء کے متعلق جہاں الٰہی سنت یہ ہے کہ سوائے بشری کمزوریوں کے جن میں توحید اور رسالت میں فرق ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ دخل نہیں دیتا اور اس لئے بھی کہ وہ امّت کی تربیت کے لئے ضروری ہوتی ہیں (جیسے سجدۂ سہو کہ وہ بھول کے نتیجہ میں ہوتا ہے مگر اس کی ایک غرض امّت کو سہو کے احکام کی عملی تعلیم دینا تھی۔) ان کے تمام اعمال خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتے ہیں۔ وہاں خلفاء کے متعلق خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ ان کے وہ تمام اعمال خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوں گے جو نظام سلسلہ کی ترقی کے لئے ان سے سرزد ہوں گے اور کبھی بھی وہ کوئی ایسی غلطی نہیں کریں گے۔ اور اگر کریں تو اس پر قائم نہیں رہیں گے جو جماعت میں خرابی پیدا کرنے والی اور اسلام کی فتح کو اس کی شکست میں بدل دینے والی ہو۔ وہ جو کام بھی نظام کی مضبوطی اور اسلام کے کمال کے لئے کریں گے۔ خدا تعالیٰ کی حفاظت ان کے ساتھ ہوگی اور اگر وہ کبھی غلطی بھی کریں تو خدا اس کی اصلاح کا خود ذمہ وار ہوگا۔ گویا نظام کے متعلق خلفاء کے اعمال کے ذمہ وار خلفاء نہیں بلکہ خدا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خلفاء خود قائم کیا کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ غلطی نہیں کر سکتے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ یا تو ان ہی کی زبان سے یا عمل سے خدا تعالیٰ اس غلطی کی اصلاح کرا دے گا یا اگر ان کی زبان یا عمل سے اس غلطی کی اصلاح نہ کرائے تو اس غلطی کے

بد نتائج کو بدل ڈالے گا۔" (الفضل ۷، فروری ۱۹۳۵ء)

اطاعت کا اعلیٰ نمونہ ہی مومنوں کو کامیاب کرتا ہے

"میں نے متواتر جماعت کو بتایا ہے کہ خلافت کی بنیاد محض اور محض اس بات پر ہے کہ الامام جُنّۃ یقاتل من ورائہ یعنی امام ایک ڈھال ہوتا ہے اور مومن اس ڈھال کے پیچھے سے لڑائی کرتا ہے۔ مومن کی ساری جنگیں امام کے پیچھے کھڑے ہو کر ہوتی ہیں۔ اگر ہم اس مسئلہ کو ذرا بھی بھلا دیں، اس کی قیود کو ڈھیلا کر دیں اور اس کی ذمہ داریوں کو نظر انداز کر دیں تو جس غرض کے لئے خلافت قائم ہے وہ مفقود ہو جائیگی میں جانتا ہوں کہ انسانی فطرت کی کمزوریاں کبھی کبھی اسے اپنے جوش اور غصہ میں اپنے فرائض سے غافل کر دیتی ہیں۔ پھر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ کبھی انسان ایسا اشتعال میں آجاتا ہے کہ وہ یہ نہیں جانتا کہ میں منہ سے کیا کہہ رہا ہوں۔ مگر بہرحال یہ حالت اس کی کمزوری کی ہوتی ہے۔ نیکی کی نہیں اور مومن کا کام یہ ہے کہ کمزوری کی حالت کو مستقل نہ ہونے دے اور جہاں تک ہو سکے اسے عارضی بنائے بلکہ بالکل دور کر دے۔ اگر ایک امام اور خلیفہ کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لئے کسی آزاد تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت ہے تو پھر خلیفہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اٹھاتا ہے، اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے، اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے، اپنے ارادوں کو اس کے ارادوں کے تابع کرتا ہے، اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے، اور اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس نکتہ کو واضح کرنے کے لئے فرماتا ہے وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ جو خلفاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے جاتے ہیں، ہمارا وعدہ یہ ہے ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم۔ یعنی ان کے طریق کو جو ہم ان کے لئے خود چنیں گے دنیا میں قائم کریں گے۔ دین کے معنی صرف مذہب کے ہی نہیں گو مذہب بھی اس میں شامل ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مذہب تو انبیاء کے ذریعہ سے قائم ہوتا ہے۔ خلفاء کے ذریعہ سنن اور طریقے قائم کئے جاتے ہیں۔ ورنہ احکام تو انبیاء پر نازل ہو چکے ہوتے ہیں۔ خلفاء دین کی تشریح اور وضاحت کرتے ہیں۔ اور مخفی امور کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ اور ایسی راہیں تجویز کرتے ہیں جن پر چل کر اسلام کی ترقی ہوتی ہے۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ نہیں فرمایا کہ جو مسلمانوں کا دین

ہوگا ہم اسے مضبوط کریں گے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جو خلفاء کا دین ہوگا اسے مضبوط کریں گے۔ جس پالیسی کو خلفاء پیش کریں گے ہم اسے ہی کامیاب بنائیں گے اور جو پالیسی ان کے خلاف ہوگی اسے ناکام کریں گے۔ پس اگر کوئی مبایع اور مومن کوئی اور طریق اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم اسے ناکام کریں گے۔ اب اس پر غور کرو ایک شخص یا دس بیس یا ہزار دو ہزار یا دس بیس ہزار لوگ خلیفہ سے الگ کوئی پالیسی رکھتے ہیں یا اپنی اپنی الگ پالیسیاں رکھتے ہیں تو خدا تعالیٰ نے تو جیسا کہ وہ فرما چکا ہے صرف خلیفہ کی پالیسی کو ہی کامیاب کرنا ہے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ اگر جماعت ایک لاکھ کی ہے تو اس میں سے اتنے ہزار کی کوششیں رائیگاں جائیں گی۔ اگر ایک ہزار کی کوششیں اللہ تعالیٰ ردّ کر رہا ہے تو گویا ۹۹ ہزار، یا اگر دس ہزار کی ردّ ہو رہی ہیں تو نوے ہزار، اگر بیس ہزار کی ردّ ہو رہی ہیں تو اسّی ہزار، اگر پچاس ہزار کی ردّ ہو رہی ہیں تو صرف پچاس ہزار لوگوں کی کوششیں کامیابی کے رستہ پر ہو رہی ہونگی اور اس طرح سے جس نسبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتوحات آتی ہیں وہ اسی نسبت سے کم ہوتی جائیں گی۔ ایک لاکھ سپاہیوں کو جو کامیابی ہونی تھی اتنی نہیں ہوگی اور جتنی کوششیں ردّ ہو رہی ہوں گی اتنی کامیاب کوششوں میں کمی ہو جائیگی اور اس طرح ایسے لوگ دین کی مدد کرنے والے نہیں ہوں گے بلکہ اس میں رخنہ ڈالنے والے اور اسے ضعیف اور کمزور کرنے والے ہوں گے۔

یہ تمام نقائص پیدا ہی تب ہوتے ہیں جب خدا تعالیٰ کے کلام پر یقین نہ ہو اور یہ خیال ہو کہ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مدد نہیں آئے گی، بلکہ ہم نے تو خود کام کرنا ہے، یا خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر چلنے سے کامیابی نہیں ہوگی بلکہ کامیابی اس طریق پر چلنے سے ہوگی جو ہم نے سوچا ہے۔ جس شخص نے جماعتوں کو ساتھ لے کر چلنا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ سستیوں کو دور کرکے لوگوں کے اندر اخلاص، تقویٰ اور امنگ پیدا کرے لیکن اگر کچھ آدمی ایسے ہوں کہ جتنی امنگیں اور امیدیں اور جوش خلیفہ پیدا کرے اس کا ایک حصّہ وہ ضائع کر دیں تو ایسے لوگ بجائے اسلام کی ترقی کا موجب ہونے کے اس کے تنزّل کا موجب ہوں گے.....

قرآن کریم سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انبیاء کی جماعتوں کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو کلّی طور پر خدا کی تدبیر کے ماتحت کر دیں۔ مگر وہ مردہ نہیں ہوتے، ان کے اندر جوش اور اخلاص ہوتا ہے، وہ قربانی کے لئے تیار رہتے ہیں، مگر قربانی کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف دیکھتے ہیں۔ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے اذن ہو، اور جس رنگ میں ہو وہ اسی وقت اور اسی رنگ میں قربانی کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کی فوقیت اور عظمت کی بڑی علامت فرمانبرداری اور اطاعت کا ایسا نمونہ ہی ہوتا ہے جو دوسری قوموں میں نظر نہیں آتا۔ جو چیز

دوسروں کی نگاہ میں ذلت ہو وہ ان کی نگاہ میں عزت ہوتی ہے۔ اور جو دوسروں کو عزت نظر آئے وہ اسے ذلت سمجھتے ہیں۔ لوگ عزت اس میں سمجھتے ہیں کہ اپنے نفس کا غصہ نکال لیں اور مومن اس میں کہ خدا تعالیٰ کا حکم پورا ہو نفس کا غصہ بے شک نہ نکلے۔ جب کوئی شخص ایسا ہو جائے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ آسمان سے فرشتے نازل کرتا ہے جو اس کی مدد کرتے ہیں اور یہی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ تم سوچو تو سہی کیا ہماری اتنی طاقت ہے کہ ساری دنیا کو فتح کر سکیں۔ ہمیں تو جو کامیابی ہوگی فرشتوں کے ذریعہ سے ہوگی اور یہ اسی وقت ہوتا ہے۔ جب مومن اپنے نفسوں پر قابو رکھیں۔ اور دل میں اس کے لئے بالکل تیار رہیں کہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی اپنے نفسوں کو قربان کر دیں گے مگر اپنے ہاتھوں اور زبانوں کو قابو میں رکھیں اور کوئی بات ایسی نہ کریں جو خلافِ شریعت اور خلافِ آداب ہو۔ شریعت وہ ہے جو قرآن کریم میں بیان ہے اور آداب وہ ہیں جو خلفاء کی زبان سے نکلیں۔ پس ضروری ہے کہ آپ لوگ ایک طرف تو شریعت کا احترام قائم کریں اور دوسری طرف خلفاء کا ادب و احترام قائم کریں۔ اور یہی چیز ہے جو مومنوں کو کامیاب کرتی ہے۔

...... بے شک میں نبی نہیں ہوں لیکن میں نبوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر ہو جاتا ہے۔ جو میرا جوا اپنی گردن سے اتارتا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جوا اتارتا ہے اور جو ان کا جوا اتارتا ہے، وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا جوا اتارتا ہے، اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جوا اتارتا ہے، وہ خدا تعالیٰ کا جوا اتارتا ہے۔ میں بے شک انسان ہوں مگر میں یہ کہنے سے نہیں رہ سکتا۔ کہ میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے ...... یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کو دیکھتے ہوئے میں انسانوں پر انحصار نہیں کر سکتا اور تم بھی یہ نصرت اس طرح حاصل کر سکتے ہو کہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھاؤ اور ایسا کرنے میں صرف خلیفہ کی اطاعت کا ثواب نہیں بلکہ موعود خلیفہ کی اطاعت کا ثواب تمہیں ملے گا اور اگر تم کامل طور پر اطاعت کرو تو مشکلات کے بادل اڑ جائیں گے۔ تمہارے دشمن زیر ہو جائیں گے اور فرشتے آسمان سے تمہارے لئے ترقی والی نئی زمین اور تمہاری عظمت وسطوت والا نیا آسمان پیدا کریں گے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ کامل فرمانبرداری کرو۔ جب تم سے مشورہ مانگا جائے مشورہ دو ورنہ چپ رہو۔ ادب کا مقام یہی ہے۔ لیکن اگر تم مشورہ دینے کے لئے بے تاب ہو تو بغیر پوچھے

بھی دے دو مگر عمل وہی کرو جس کی تم کو ہدایت دی جائے۔ ہاں صحیح اطلاعات دینا ہر مومن کا فرض ہے اور اس کے لئے پوچھنے کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔ باقی رہا عمل اس کے بارے میں تمہارا فرض صرف یہی ہے کہ خلیفہ کے ہاتھ اور اس کے ہتھیار بن جاؤ تب ہی برکت حاصل کر سکوگے اور تب ہی کامیابی نصیب ہوگی۔ اللہ تعالےٰ تم کو اس کی توفیق بخشے۔"

(الفضل ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء)

خلافت کی مخالفت اور اس کا انجام

"میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص خلافت پر اعتراض کرتا ہے، میں اسے کہتا ہوں اگر تم سچے اعتراض تلاش کروگے بھی میری ذات پر کروگے تو خدا کی تم پر لعنت ہوگی اور تم تباہ ہوجاؤ گے کیونکہ جس درجہ پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے اس کے متعلق وہ غیرت رکھتا ہے۔

دراصل اس مقام کی عزت کے لئے خدا تعالےٰ اس کے مخالفین کو تباہ کر دیتا ہے۔ دیکھو پہلے خلفاء پر لعنت کرنے والے خود کس طرح لعنتوں کے نیچے آگئے۔ تم میں سے بھی اگر کوئی خلافت کی مخالفت کریگا تو پکڑا جائے گا۔" (درس القرآن المجید مطبوعہ ۱۹۲۱ء)

خدا نے ثابت کردیا کہ میں خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں

"خلیفے خدا بنایا کرتا ہے جب اس نے مجھے خلیفہ بنایا تھا تو جماعت کے بڑے بڑے آدمیوں کی گردنیں پکڑوا کر میری بیعت کرادی تھی۔ جن میں میرے ایک نانا۔ دو میرے ماموں۔ ایک میری والدہ۔ ایک میری نانی، ایک میری تائی اور ایک میرے بڑے بھائی بھی شامل تھے ..... لیکن ایک خلیفہ کی زندگی میں کسی دوسرے خلیفہ کا خواہ وہ پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ نام لینا خلافِ اسلام یا بے شرمی ہے۔ صرف خلیفہ ہی اپنی زندگی میں دوسرے خلیفہ کو خلافت کے لئے نامزد کر سکتا ہے جیسا کہ حضرت خلیفہ اوّل نے ۱۹۱۰ء میں مجھے نامزد کیا تھا۔ مگر خدا تعالےٰ نے فضل کیا اور وہ بیماری سے بچ گئے اور خدا تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کے فیصلہ سے مجھے خلیفہ بنوایا۔ اگر خدانخواستہ اس وقت حضرت خلیفہ اوّل فوت ہوجاتے تو ان کی اولاد ڈھنڈورا پیٹتی کہ یہ خلافت ہمارے باپ کی دی ہوئی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے مجھے اس لعنت سے بچالیا اور سورہ نور کے حکم کے مطابق مجھے خود خلیفہ چنا۔ اور بعد کے واقعات نے ثابت کردیا کہ میں خدا تعالےٰ کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں۔" (روزنامہ الفضل ۲۰ جولائی ۱۹۵۶ء)

خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو امت اسلامیہ معزول نہیں کر سکتی

"ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ جب خلیفہ انتخاب سے ہوتا ہے۔ تو پھر امت کے لئے اس کا عزل بھی جائز ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ گو خلیفہ کا تقرر کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ لیکن آیت کی نص صریح اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالےٰ امت کو اپنے فیصلہ کا اس امر میں ذریعہ بناتا ہے اور اس کے دماغ کو خاص طور پر روشنی بخشتا ہے۔ لیکن مقرر اصل میں اللہ تعالےٰ ہی کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کہ وہ خود ان کو خلیفہ بنائے گا۔ پس گو خلفاء کا انتخاب مومنوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ ان کا الہام لوگوں کے دلوں کو اصل حقدار کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ بتاتا ہے کہ ایسے خلفاء میں میں فلاں فلاں خاصیتیں پیدا کر دیتا ہوں اور یہ خلفاء ایک انعام الٰہی ہوتے ہیں۔ پس اس صورت میں اس اعتراض کی تفصیل یہ ہوئی کہ کیا امت کو حق نہیں کہ وہ اس شخص کو جو کائل موجود ہے جس کے دین کو اللہ تعالےٰ نے قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے لئے خدا نے تمام خطرات کو دور کرنے کا وعدہ کیا ہے اور جس کے ذریعہ سے وہ شرک کو مٹانا چاہتا ہے اور جس کے ذریعہ سے وہ اسلام کو محفوظ کرنا چاہتا ہے معزول کر دے۔ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کو امت اسلامیہ معزول نہیں کر سکتی۔ ایسے شخص کو تو شیطان کے چیلے ہی معزول کریں گے۔"

(خلافت راشدہ صفحہ ۲۳۰-۲۳۱ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ برجلسہ سالانہ ۱۹۳۹ء قادیان)

میرے مولیٰ نے پکڑ کر مجھے خلیفہ بنا دیا ہے

"میں تمہیں خدا کی قسم کھا کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہتا ہوں کہ میں نے حصولِ خلافت کے لئے کوئی منصوبہ بازی نہیں کی۔ میرے مولیٰ نے پکڑ کر مجھے خلیفہ بنا دیا ہے میں اپنی لیاقت یا خدمت تمہارے سامنے پیش نہیں کرتا۔ کیونکہ میں الٰہی کام کے مقابلہ میں خدمات یا لیاقت کا سوال اٹھانا حماقت خیال کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ کوئی کام کس طرح کرنا چاہیئے۔ خدا نے جو کچھ کیا ہے اسے قبول کرو۔"

(القول الفصل صفحہ ۷۷)

عَلَمِ انعامی انصاراللہ برائے سال ۱۹۷۱ئہ

صدر محترم مجلس انصاراللہ کے فیصلہ کے مطابق سال ۱۹۷۱ئہ کی کارکردگی کے لحاظ سے نمایاں حیثیت کی حامل مجالس انصاراللہ کی فہرست حسب ذیل ہے :-

۱۔ مجلس انصاراللہ مارٹن روڈ کراچی اوّل
۲۔ مجلس انصاراللہ لاہور
۳۔ مجلس انصاراللہ لائل پور
۴۔ مجلس انصاراللہ ناظم آباد کراچی
۵۔ مجلس انصاراللہ چک ۱۲۱/ ج۔ب حسن پور
۶۔ مجلس انصاراللہ وار برٹن۔ ضلع شیخوپورہ
۷۔ مجلس انصاراللہ کراچی صدر
۸۔ مجلس انصاراللہ پشاور شہر
۹۔ مجلس انصاراللہ جھنگ صدر
۱۰۔ مجلس انصاراللہ سکھر

اس فیصلہ کے مطابق عَلَمِ انعامی انصاراللہ کی مستحق مجلس انصاراللہ مارٹن روڈ کراچی قرار پائی۔ گزشتہ سال چونکہ جلسہ سالانہ نہیں ہو سکا۔ اس لئے تقسیم عَلَمِ انعامی کی کارروائی مورخہ ۲۶ امان/مارچ کو مجلس مشاورت کے موقعہ پر عمل میں آئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے مجلس مشاورت کے افتتاحی اجلاس میں مکرم نسیم سیفی صاحب قائد عمومی نے عَلَمِ انعامی کی مستحق مجلس اور کارکردگی کے لحاظ باقی نو مجالس کے ناموں کا اعلان کیا اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس مارٹن روڈ کراچی کے زعیم اعلیٰ مکرم مولوی عبدالمجید صاحب کو اپنے دستِ مبارک سے عَلَمِ انعامی انصاراللہ مرحمت فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اس مجلس کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے آمین۔ باقی نو مجالس کے عہدیداران کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ (سیکرٹری برائے صدر انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

ذکرِ الٰہی تسبیح و تحمید

انصار احباب قرب الٰہی کے لئے مندرجہ ذیل امور کے لئے خاص طور پر کوشاں رہیں۔

ا۔ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہیں۔ ب۔ تہجد کی ادائیگی کے لئے کوشش کریں (ج) ذکر الٰہی سے ہر وقت اپنے دل کو معمور رکھیں۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک تسبیح و تحمید اور درود و استغفار پر تندہی کاربند رہیں۔

(قائد تربیت مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

سالِ رواں اور شکرگزاری کے نئے تقاضے

گزشتہ سے پیوستہ سال اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت اور فضل کے نتیجہ میں انصار اللہ کو شکرگزاری کے طور پر یہ عزم کرنے کی توفیق نصیب ہوئی کہ گزشتہ سال کو مالی لحاظ سے نمایاں حیثیت دی جائے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کا فضل یہاں تک شامل ہوا کہ نہ صرف یہ خواہش ہی برآئی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس میدان میں اور زیادہ آگے بڑھا کر قدم رکھنے کا موقعہ پیدا کر دیا۔ یعنی انصار اللہ کے چندہ کی شرح دگنی ہو گئی۔ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔ زندگی کے اس مرحلہ پر پہنچنے تک مجلس کے ہر رکن کو تقریباً لاکھوں دفعہ یہ دعا کرنے کی توفیق ملی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو وہ راہ نصیب کرے جو انعام یافتہ گروہ کی راہ ہے۔ یعنی صراط الذین انعمت علیھم۔ آپ میں سے کون نہیں جانتا کہ یہ راہ قربانیوں کی راہ ہے۔ جانی قربانیوں کی مالی قربانیوں کی، اوقات کی قربانیوں کی، جذبات کی قربانیوں کی۔ کیونکہ انعام ہمیشہ قربانیوں کے نتیجہ میں ہی ملا کرتے ہیں۔ حقیقی عید دراصل انہی کی ہوتی ہے جو رمضان کے سارے روزے رکھتے ہیں۔ سو چندہ انصار اللہ کی شرح کا بڑھنا ہماری لاکھوں دفعہ کی پکار کا سنے جانا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک مزید فضل اور احسان ہے اور اس پر جس قدر بھی شکر کریں تھوڑا ہے۔ لہٰذا خدمت کے اس مزید موقعہ کو پانے کا تقاضا ہے کہ ہم گزشتہ سال سے بھی بڑھ چڑھ کر اس میدان میں ذوق و شوق کا مظاہرہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

تقرر ناظم انصار اللہ کراچی

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ نے مکرم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب کی جگہ کیپٹن سید افتخار حسین صاحب کو بطور ناظم انصار اللہ کراچی ۳۱ دسمبر ۱۹۷۳ء تک کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ تقرر مبارک کرے اور خدمتِ دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے آمین
کراچی کی مجالس انصار اللہ سے درخواست ہے کہ ناظم صاحب انصار اللہ سے تعاون فرماویں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

انصار اللہ اپنے فرائض ادا کریں

سیدنا حضرت فضل عمر المصلح الموعود رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں :-

" ایک ہماری جماعت ہے جس کا ایثار محض خدا کے لئے ہوتا ہے جس کے سامنے کوئی مقصد نہیں ... اس کا مقصد محض یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم ہو اور اس کا جلال لوگوں پر ظاہر ہو۔"

۲۔ " اگر ہم اپنے فرائض کو صحیح طور پر ادا کریں گے تو دنیا کی آئندہ اصلاح کے ہم بانی ہوں گے اور جو عظیم الشان تغیر پیدا ہوگا اس کے ثواب کے حق دار ہوں گے۔"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تحریکِ جدید کی جو خدمت ہمارے سپرد کی ہے اسے دل وجان سے بجا لانا تمام انصار اللہ کا فرض اولین ہے۔ کیونکہ اس عمر کے بعد پھر اصلاح احوال کے لئے انسان کو کوئی مزید موقعہ نہیں مل سکتا۔ اللہ تعالےٰ ہم سب انصار اللہ کو اس اہم مقصد کے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (قائد تحریکِ جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

غلبۂ اسلام کی شاہراہ پر آگے ہی آگے قدم بڑھائیے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :-

" اپنی ذمہ داریوں کو بشاشت کے ساتھ ادا کرتے ہوئے غلبۂ اسلام کی شاہراہ پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاؤ۔"

ہمارے انصار بھائیوں کو واضح طور پر یہ معلوم ہو چکا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تحریکِ جدید کے مالی جہاد کو مضبوط تر کرنے کی اہم ذمہ داری انصار اللہ پر ڈالی ہے۔ لہٰذا انصار اللہ کو چاہیئے کہ مذکورہ بالا ارشاد بابرکت کے پیش نظر اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہ ادا کرتے چلے جائیں تاکہ ہم غلبۂ اسلام کا دن اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

(قائد تحریکِ جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

سچی اطاعت سے دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت آتی ہے

مجاهدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے

حضرت مسیح موعود علیه السلام فرماتے هیں :—

,, اطاعت ایک ایسی چیز هے که اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی هے ۔ مجاهدات کی اس قدر ضرورت نہیں هے جس قدر اطاعت کی ضرورت هے ۔ مگر هاں یه شرط هے که سچی اطاعت هو ۔ اور یہی ایک مشکل امر هے ۔ اطاعت میں اپنے هوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری هوتا هے ، بدوں اس کے اطاعت هو نہیں سکتی ۔ اور هوائے نفس هی ایک ایسی چیز هے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی هے ۔ صحابه رضوان الله علیهم اجمعین جو جلالی اور جمالی رنگوں کو لئے هوئے تھے ان میں ایک کشش اور قوت تھی جو بے اختیار دلوں کو کھینچ لیتی تھی ۔ اور پھر آپ ؐ کی جماعت نے اطاعت الرسول کا وہ نمونه دکھایا اور ان کی استقامت ایسی فوق الکرامت ثابت هوئی که جو کوئی ان کو دیکھتا وہ بے اختیار هو کر ان کی طرف چلا آتا تھا ۔

غرض صحابه رض کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی هے کیونکه الله تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے هاتھ سے تیار هو رهی هے اس جماعت کے ساتھ شامل کیا هے جو رسول الله صلی الله علیه وسلم نے تیار کی تھی ۔ اور چونکه جماعت کی ترقی ایسے هی لوگوں کے نمونه سے هوتی هے اس لئے جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابه رض کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے هو اپنے اندر صحابه رض کا رنگ پیدا کرو ۔ اطاعت هو تو ویسی هو ، باهم محبت اور اخوت هو تو ویسی هو ۔ غرض هر رنگ میں ، هر صورت میں تم وهی شکل اختیار کرو جو صحابه رض کی تھی ،،

(الحکم نمبر ۵ ۱۹۰۱ء)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوه میں طبع هوا